



سوال

(239) جمعہ اور عاشورہ کی رات ارواح کے گھروں کی طرف آنے کا کیا حکم ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جمعہ اور عاشورہ کی رات ارواح کے گھروں کی طرف آنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مومنوں کی روحیں ہر جمعہ کی رات عید کے دن اور عاشورہ کی رات اور شعبان کی نصب رات کو گھروں میں آتی ہیں۔ صحن میں کھڑی ہو کر ہر ایک کو عمگین آواز سے پکارتی ہیں۔ اسے میرے اہل و عیال اور اعزاء و اقرباء صدقہ کے ذریعہ ہم پر مہربانی کرو۔ ہمیں یاد کرو بھلا تو نہیں۔ ہماری غربت میں ہم پر رحم کرو جب کہ ہم تنگ و تارک اور مضبوط جمیل کی کوٹھڑی اور طویل ترین غم اور شدید ترین فقر میں مبتلا ہیں اور جو مال اب تمہارے ہاتھوں میں ہے وہ کسی وقت ہمارے پاس تھا۔ اگر ہم اسے اللہ کی راہ میں صرف کرتے تو آج تم سے سوال کی ضرورت نہ پڑتی اب تم تو کھاتے پیتے ہو، مگر ہم عذاب الہی میں مبتلا ہیں۔

... جب اہل خانہ ان پر رحم و کرم نہیں کرتے تو وہ حزن و عمگین واپس ہو جاتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک یہ پکارتی ہوئی واپس ہوتی ہے... اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے مایوس کر دے جس طرح انہوں نے ہمیں صدقہ اور دعا سے محروم کر دیا۔ اہ فتاویٰ غرائب (مترجم من العربیۃ)

اقول... (تعاقب): ... { الحمد للہ رب العلمین } سائل کو چاہیے تھا کہ اس طرح سوال کرتا کہ روحوں کی آمد ثابت ہے یا نہیں۔ اور جواب اس طرح ہوتا کہ ثابت ہے (پھر اس پر کوئی دلیل ہوتی) جاننا چاہیے کہ مذکورہ الصدردنوں اور راتوں میں ارواح کی آمد کی دلیل کسی مرفوع، مسند اور متصل السند حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ واللہ ہاں اگر ان راتوں میں بغیر فرضیت اور وجوب کے عقیدہ و اصرار کے صدقہ کریں تو یہ جائز ہے مگر اصرار و تاکید سے اس طور پر مستحب بھی کہنا نہ چھوڑا جائے یہ شیطان کا حصہ ہے (صدقہ لوجہ اللہ نہیں ہے) جیسا کہ ملا علی قاری حنفی، طیبی اور سید نے شروع مشکوٰۃ میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے:

((لا یجعل للشیطان شیئاً من صلوة یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ))

کہ جو شخص مستحب امر پر اصرار کرے اور اسے لازمی اور ضروری قرار دے اور اس کی رخصت پر کبھی عمل نہ کرے وہ سمجھے کہ شیطان اسے گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ ایک بدعت اور منکر امر پر اصرار کرنے والے کا کیا حکم ہو سکتا ہے۔ (کذا فی مانۃ مسائل ص نمبر ۱۰۴)



اگرچہ معترضین (سائلین) کے کلام میں صدقہ کا ذکر نہیں تھا۔ مگر چونکہ اہل بدعت اور مشرکین نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ (اہل حدیث) جمعہ کی رات کو صدقہ کرنے سے منع کرتے ہیں اس لیے مناسب خیال کر کے ماتہ مسائل کی پوری عبارت ذکر کر دی گئی ہے۔ اور معترضین کی بھی یہی غرض تھی مگر چونکہ ان کے پاس دلیل نہیں تھی۔ اس لیے انہوں نے اس پر اکتفاء کیا ہے۔

بعد ازاں واضح ہو کہ فریق مخالف کے لیے صرف چار چیزیں مسکت جواب بن سکتی ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، مستند اجماع امت، اور قیاس جلی، جو کہ ان تینوں سے مستنبط ہو اور غرائب فتاویٰ کا نقل کر دینا اور وہ بھی خلاف عقل و نقل ہوں۔ مد مقابل پر حجت اور دلیل نہیں بن سکتا۔ اور ان کے غرائب فتاویٰ سے نقل کرنے میں اس بات پر قوی دلیل ہے کہ ان ذلیل لوگوں کو علم حدیث و اسناد و بلکہ دین اسلام سے کوئی مس نہیں ہے، کیونکہ یہ لوگ حدیث کو غرائب فتاویٰ سے نقل کرتے ہیں۔ اور نشانہ ہی بھی نہیں کرتے کہ یہ حدیث ہے (چونکہ خود بھی نہیں سمجھتے) اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ حوالہ کا ذکر بھی نہیں کرتے کہ یہ حدیث کس کتاب کی ہے۔

یہ حدیث حدیث کی مشہور کتابوں میں سے کسی میں نہیں ہے۔ اور یہ حدیث اخبار بالغیب کے قبیل میں سے ہے۔ اور اس قسم کی خبروں کا انبیاء کرام کے سوا کسی کو علم نہیں ہو سکتا۔ اور برزخ کے جمیع مسائل انبیاء کرام کو سونپ دیے گئے ہیں۔ کسی عالم یا مولوی کے احساس کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ غرائب کی مذکورہ الصدر عبارت مخالفین کے خیال میں حدیث ہے۔ اور ہم ثابت کریں گے کہ ایسے الفاظ حدیث کے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اہل علم میں سے کسی نے اس کے ساتھ تمسک کیا ہے۔ وہ شخص اس سے استدلال کیسے کر سکتا ہے۔ جو علم سے تہی دامن ہو اور عقل و ایمان سے کورا ہو سوائے ان رسوائے زمانہ علم سے بھاگنے والوں کے۔

یہ بات کہ جمعہ کے دن صدقہ دینا باقی ایام پر زیادہ ثواب کا حق رکھتا ہے۔ جب شارع علیہ السلام نے کسی دن کی تخصیص نہیں کی۔ تو ہمیں کسی دن کی تخصیص کرنا بدعت اور مکروہ ہے۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ جمعہ کے دن اور دوسرے ہفتہ بھر کے تمام دنوں میں بقدر وسعت صدقہ دینا چاہیے۔ نواب سید صدیق حسن خاں مرحوم بلوغ المرام کی شرح مسک الختام میں حدیث: ((لا تتصو الیلۃ الجمعة بقیام من الیالی ولا تتصو ایوم الجمعة بصیام من بین الایام)) (الحدیث) کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جمعہ کی رات کو نماز و تلاوت اور دیگر عبادات کے لیے مخصوص کرنا حرام ہے۔ ہاں جن چیزوں کی نص آگئی ہے۔ انہیں خاص کرنا چاہیے جیسے سورۃ کہف وغیرہ کی تلاوت ہے۔ اہ نیز نواب صاحب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس کی اقب وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس میں یہود و نصاریٰ سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ مخصوص ایام کی تعظیم کرتے ہیں اور انہیں ہی اطاعت و عبادت کے لیے مخصوص کرتے ہیں۔ جیسا کہ یہود نے ہفتہ کو اور نصاریٰ نے اتوار کو خاص کیا ہوا ہے۔ ہاں جن چیزوں کی تخصیص شرع شریف میں وارد ہو گئی ہے۔ وہ جائز ہے، اور ثابت ہے۔ مگر ہمیں اپنی طرف سے تخصیص کا حق حاصل نہیں ہے۔ اس کے بعد نواب صاحب لکھتے ہیں۔ بندہ ضعیف عافی عنہ کہتا ہے کہ اس نبی کا سبب یہ ہے بندہ کو چاہیے کہ ہر وقت اطاعت و عبادت الہی میں مشغول رہے۔ بعض اوقات کو مخصوص کر لینا اور دوسرے اوقات کو معطل کر دینا کوئی وحشی چیز نہیں ہے۔ یہ سبب جمعہ کی رات کو قیام کی نبی کے لیے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے ((کمالاً تخفی علی المتقن اھ)) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں اسی حدیث کے ذیل میں رقم طراز ہیں۔

((السرفیہ شیتان احدھما سمر التعمق لان الشار لما خص بطاعات و بین فضلہ کان منظرہ انیتعن المتعمقون فلیتقون بحارم بذالک الیوم اھ))

یہ مضمون تلاش و جستجو سے دوسری حدیث سے بھی مل سکتا ہے۔ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ مومنوں کی روہیں آسمان پر رہتی ہیں۔

((عن عبد الرحمن بن کعب عن ابیہ قال لما حضرت کعب الوفاة آتت ام بسر بنت البراء بن معرور فقالت یا ابا عبد الرحمن ان لقیئت فلانا قرأ علیہ منی السلام فقال غفر اللہ لک یا ام بسر نحن اشغل من ذالک فقالت یا ابا عبد الرحمن اما سمعت رسول اللہ یقول ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنة فقال علی قال قلت فھو ذاک روہ ابن ماجہ والبیہقی فی کتاب البعث والنشور))

((وعنہ عن ابیہ ان کان یحدث ان رسول اللہ ﷺ قال انما نمسۃ المؤمن طیر تعلق بشجر الجنة حتی یرجعہ اللہ تعالیٰ فی جسده یوم یرجعہ اللہ رواہ مالک والنسائی والبیہقی فی کتاب البعث والنشور و ذکرھما صاحب المشکوۃ))

خلاصہ یہ کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں مومنوں کی روحن جنت میں عیش و عشرت سے رہتی ہیں تا آنکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بدنوں میں واپس کریں قیامت کے دن۔

کسی بھی گمراہ آدمی کے لیے اس سے بڑھ کر اور کون سی حدیث ہدایت کر سکتی ہے۔ اگر کسی کی فطرت سلیم ہو اور وہ شیطان کے اغواء سے محفوظ ہو تو وہ فوراً جان لے گا کہ حدیث الفاظ: ((تعلق فی شجر الجہنم حتی یرجمہ اللہ فی جسدہ)) اس پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ روحن ہمیشہ جنت میں رہتی ہیں۔ پھر اس حدیث کی تخصیص کے لیے بھی حدیث موجود ہو جو یہ بتائے کہ مومنوں کی روحن گھروں کو آتی ہیں مخصوص حدیث حدیث بالا سے اصح ہو یا کم از کم اس کی ہم پلہ ہی ہو، چنانچہ مندرجہ بالا حدیث کی تائید میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بھی ہے:

((قال قال رسول اللہ ﷺ اذا حضر المؤمن الموت اتت ملك الربمة بحمير بيضاء فيقولون اخرجي راضية مرضيا عنك الى روح اللہ ورحمان ورب غير غضبان فخرج كطيب ریح المسک حتى انه ليناولى بعضهم بعض حتى ياتون به ابواب السماء فيقولون ما طيب هذه الریح الملتی جانکتکم من الارض فیاتون به ارواح المؤمنین فحد اشرف حاب به من احدکم بغائبہ يقدم عليه فيساؤونه ما ذا فعل فلان ما ذا فعل فلان فيقولون دعوه فانه كان في غم اللہ نيا فيقولون قد مات اما تاكم فيقولون قد ذهب به الى امه الحاوية وان الكافر اذا احتضر استمه ملكة العذاب بسح فيقولون اخرجي ساخطة مستوطاً عليك الى عذاب اللہ عز وجل فخرج كاتن ریح جيفة حتى ياتون به الى باب الارض فيقولون ما اثنى هذه الریح حتى ياتون به الى ارواح الكفار رواه احمد والنسائي كذا في المشکوة))

سوال یہ ہے کہ اگر مومنوں کی روحن گھروں کو آتی ہیں۔ تو پھر وہ مرنے والے کے روح سے کیوں کستی ہیں ((ما ذا فعل فلان مَ ذا فعل فلان)) انہیں اپنے اہل خانہ کے حالات کا علم کیوں نہیں ہوتا۔ جب کہ ہونے کو بھی ہر آٹھ روز کے بعد گھر و کھواہیں آتی ہیں۔ اور ((فيقولون دعوة فانه كان في غم اللہ نيا)) کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نابکار ملحدین کے گھروں میں بھی نہیں آتیں۔ خواہ ان کے اعزاء واقارب ہی ہوں اور مشکوٰۃ کے باب المعراج میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ روایت موجود ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں۔

((ثم اخذ بيدي فخرجني الى السماء فلما جئت الى السماء الدنيا قال جبريل نازن السماء ففتح قال من هذا قال هذا جبريل قال هل معك قال نعم معي محمد ﷺ قال ارسل اليه قال نعم فلما علون السماء الدنيا اذ رجل قاعد عن يمينه سودة وعن يساره سودة اذا نظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله كى فقال مرحباً بالنبی الصالح والابن الصالح قلت لجبريل من هذا قال هذا الاسود عن يمينه وعن شماله نسمة بيه فاهل اليمن ممنم اهل الجبهة والاسودة الملتی عن شماله اهل النار فاذا انظر قبل يمينه ضحك واذا نظر قبل شماله كى)) (الحدیث)

معلوم ہونا چاہیے کہ مومنوں کی روحن دوامروں سے خالی نہیں ہیں۔ یا تو ان پر نعمت کے آثار مرتب ہیں۔ یا عذاب کے آچار اگر آثار نعمت میں ہیں تو انہیں اہل دنیا سے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ عبد الرحمان کی حدیث گذشتہ میں ہے کہ قیامت تک جنت میں رہیں گے۔ اگر اس کا عکس ہے۔ تو ان پر عذاب کے آثار مرتب ہوں گے۔ جیسا کہ سرہ بن جنبد کی روایت (جو بخاری میں ہے) سے معلوم ہوتا ہے۔ جو کہ مشکوٰۃ المصابیح کے کتاب الروایا میں بھی مذکور ہے۔ کہ دو آدمی آئے اور مجھے اوپر لے گئے۔ میں نے وہاں لوگوں کو گونا گوں عذاب میں مبتلا دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو مجھے ان کے بارے میں بتایا گیا۔ چنانچہ اس طویل حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: ((فیضع بہ ماتری الی یوم القيامة)) "یعنی انہیں قیامت تک اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔" اب سوال یہ ہے کہ جب کفار کی روحن عذاب میں مبتلا ہیں تو گھر کیسے آ سکتی ہیں۔ لیکن اس قسم کے مسائل صرف وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس کا دل نور ایمان سے روشن ہو، اور اس نے سنت رسول کا ذوق بھی چکھا ہو ان اہل بدعت کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے کوسوں دور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{فَاَنَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَيُعَلِّمُوْنَ اَنۡدَاجُۥنَّحۡنُ مِنْ رَّبِّہِمۡ وَاَنَا الَّذِیۡنَ كَفَرُوْا فَيُعَلِّمُوْنَ نَاۡذِرًاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِہٰذَا مَثَلًاۙ لِّمُنۡظِلِّۙہٗۤ اِیۡہِۙمۡ یَوۡمَ الَّذِیۡ یُجۡزٰی النَّاسَ بِمَا کَانُوۡا عَمِلُوۡۤا } (الایۃ)

پس جو شخص منصف مزاج اور سنت کا پھر و کار ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ حق ہے۔ اور جو شخص متعصب اور ہوا ہوس کا پلو جاری ہو۔ وہ شور و غوغا کرتا ہے۔ اور فاسقین کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

ویسے یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے بھی نہیں ہے۔ اگر کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت کر دیں۔ تو سر آنکھوں پر ہمیں اس سے کوئی اختلاف کرتے ہوئے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ اگر ہوائے نفسانی کی وجہ سے وہابی ہونے کا طعنہ دیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پھر وہ اس آیت شریفہ کا مصداق ہیں:



{وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُ جَهَنَّمَ وَلَيْسَ الْمُهَادِ}

((لا حول وال قوة الا بالله العلي العظيم وصلى الله على خير خلقه محمد وعلى آله واصحابه اجمعين)) (قد تمت)

((فتاویٰ صاعقہ الرحمن علی حزب الشیطان ص قلمی از مولانا محمد بن محمد حسن القاضی النافوری المولود س ۱۲۶۰ھ شعبان و المتوفی ۶ جمادی الاخری ۱۳۳۸ھ تلمیذ میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز))

۱- تصدیقات سید نذیر حسین محدث دہلوی م ۱۰ رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء

۲- سید شریف حسین محدث دہلی م ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۸ء

۳- ڈپٹی احمد حسن محدث دہلوی م ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰

۴- سید عبدالواحد الغزنوی م

۵- محمد بن عبداللہ الغزنوی م ۱۲۹۶ھ

((رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ وغیرہم)) (فارسی سے اردو ترجمہ)

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 05 ص 428-436

محدث فتویٰ